ٹیلیفون نمبر ۹۱

از الفضل ایدہ اللہ بیوتیہ من یشاءُ ط عسےٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

اللہ اکبر

الفضل

روزنامہ

قادیان

THE DAILY

ALFAZL QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

شرح چندہ پیشگی

سالانہ
ششماہی
سہ ماہی

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

جلد ۲۶ | مورخہ ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ | یوم شنبہ | مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۳۸ء | نمبر ۱۸

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۰ جنوری ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کل چار بجے بعد دوپہر بذریعہ موٹر لاہور تشریف لے گئے ۔ حضور کے ہمراہ حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے بھی ہیں ۔ اور مقامی امیر حضور نے حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو مقرر فرمایا ۔ آج پونے نو بجے شب لاہور سے بذریعہ ٹیلیفون اطلاع موصول ہوئی ۔ کہ حضور کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے اور دیگر افرادِ خاندان بھی بخیریت ہیں ۔ کل انشاء اللہ خطبہ جمعہ حضور قادیان میں فرمائیں گے ؛

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے

خواجہ عبد الرحمٰن صاحب کلرک دفتر مینیجر الفضل کی والدہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ تھیں ۔ ۱۹ جنوری بعمر تقریباً ۷۲ سال وفات پا گئیں ۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے نماز جنازہ پڑھائی ۔ اور مرحومہ مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئیں ۔ احباب دعائے مغفرت کریں ؛

افسوس میر ظہور الحسن صاحب ہیڈ کلرک پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی بنوں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

احساسِ موت انسان کو دنیا کی لذات میں منہمک ہونے سے بچا لیتا ہے

"اگر انسان موت کو اپنے سامنے رکھے ۔ تو وہ ان بدکاریوں اور کوتہ اندیشیوں سے باز آ جائے ۔ اور خدا تعالےٰ پر اسے ایک نیا ایمان حاصل ہو ۔ اور اپنے سابقہ گناہوں پر توبہ اور نادم ہونے کا موقعہ ملے ۔ انسان عاجز کی ہستی کیا ہے ۔ صرف ایک دم پر انحصار ہے ۔ پھر کیوں وہ آخرت کا فکر نہیں کرتا ۔ اور موت سے نہیں ڈرتا ۔ اور نفسانی اور حیوانی جذبات کا مطیع اور غلام ہو کر عمر ضائع کر دیتا ہے میں نے دیکھا ہے ۔ کہ ہندوؤں کو بھی احساس موت ہوا ہے ۔ بٹالہ میں کشن چند نام ایک بھنڈاری ستر یا بہتر برس کی عمر کا تھا ۔ اس وقت اس نے گھر بار سب کچھ چھوڑ دیا ۔ اور کانشی میں جا کر رہنے لگا ۔ اور وہاں ہی مر گیا ۔ یہ صرف اس لئے کہ وہاں مرنے سے اس کی موکش ہوگی ۔ مگر یہ خیال اس کا باطل تھا ۔ لیکن اس سے اتنا تو مفید نتیجہ ہم نکال سکتے ہیں ۔ کہ اس نے احساسِ موت کیا ۔ اور احساس موت انسان کو دنیا کی لذات میں بالکل منہمک ہونے سے اور خدا سے دور جا پڑنے سے بچا لیتا ہے ۔ یہ بات کہ کانشی میں مرنا مکتی کا باعث ہوگا ۔ یہ اسی مخلوق پرستی کا پردہ تھا جو اس کے دل پر پڑا ہوا تھا ۔ مگر مجھے تو سخت افسوس ہوتا ہے ۔ جبکہ میں دیکھتا ہوں ۔ کہ مسلمان ہندوؤں کی طرح کبھی احساسِ موت نہیں کرتے "

(خط و تقریر صفحہ ۱۶)

جناب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی۔ اے کی

درخواست ضمانت نامنظور

گورداسپور ۲۰ جنوری۔ آج سشن جج صاحب بہادر گورداسپور کی عدالت میں جناب ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی۔ اے۔ کی درخواست ضمانت پیش ہوئی۔ وکلاء کی بحث سننے کے بعد عدالت نے درخواست نامنظور کر دی ؛ (نامہ نگار)

جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب مولوی فاضل کی

باعزت بریّت

لاہور ۱۹ جنوری۔ قبرستان کے مقدمہ میں جسونت سنگھ صاحب مجسٹریٹ علاقہ نے جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل کو ایک سو روپیہ جرمانہ یا عدم ادائیگی کی صورت میں ۴ ماہ قید سخت کی سزا دی تھی۔ اور جسے سشن جج صاحب گورداسپور نے بحال رکھا تھا۔ لیکن مولوی صاحب موصوف جرمانہ ادا کرنے پر قید کو ترجیح دیتے ہوئے پولیس کے خلاف بطور پروٹسٹ جیل خانہ میں چلے گئے تھے اس کے متعلق اپیل آج آنریبل مسٹر جسٹس سکیمپ جج ہائیکورٹ لاہور کے سامنے پیش ہوئی جسے فاضل جج نے منظور کر کے جناب مولوی صاحب موصوف کو باعزت بری کر دیا۔ مفصل فیصلہ انشاء اللہ جلد شائع کیا جائے گا ؛

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہ

رقم فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

(۱) سال چہارم کی تحریک جدید کے اعلان پر ڈیڑھ ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ کیا اس عرصہ میں آپ نے اپنے فرض کو ادا کر دیا ہے

(۲) تحریک جدید کے وعدوں کی آخری میعاد ۳۱ جنوری ہے۔ اس تاریخ کے بعد کوئی وعدہ قبول نہ کیا جائیگا۔ سوائے ان ممالک کے جنکو مستثنےٰ کیا گیا ہے ؛

(۳) مومن کی علامت یہ ہے کہ وہ سابق بالخیرات ہوتا ہے۔ پس آپکا صرف یہی فرض نہیں کہ ۳۱ جنوری سے پہلے اپنے وعدہ سے اطلاع دیدیں بلکہ جسقدر پہلے آپ وعدہ لکھاتے ہیں۔ اسی قدر زیادہ ثواب کے آپ مستحق بنتے ہیں۔

(۴) تحریک جدید کا وعدہ پورا کرنے کی آخری میعاد ہندوستان کے لئے یکم دسمبر ہے۔ لیکن جو شخص جسقدر پہلے رقم ادا کرتا ہے۔ اتنا ہی ثواب کا زیادہ مستحق ہے۔ سوائے اس کے جو خدا تعالیٰ کی نگاہ میں معذور ہے ؛

(۵) جسقدر پہلے رقم جمع ہو جائے اتنا ہی زیادہ اس سے خدمت دین میں فائدہ پہونچ سکتا ہے ؛

(۶) بے شک یہ چندہ اختیاری ہے لیکن یاد رہے کہ اختیاری چندہ ہی زیادہ ثواب کا موجب ہوتا ہے ؛

(۷) دشمن اپنے سارے لشکر سمیت اسلام اور احمدیت پر حملہ آور ہے۔ اسلام اور احمدیت آپ سے ہر ممکن قربانی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تاریکی کے فرزندوں اور نور کے فرزندوں میں ضرور نمایاں فرق ہونا چاہیئے ؛

(۸) اس تحریک کا ہر شخص کے کان تک پہونچ جانا ضروری ہے۔ پس یہ بھی ثواب کا کام ہے۔ کہ آپ اپنے بھائی تک اس کی اطلاع پہونچا دیں۔ اور اسے اس میں شریک ہونے کی تحریک کریں۔ جو آپ کی تحریک پر حصہ لیتا یا زیادہ حصہ لیتا ہے۔ اس کے ثواب میں آپ بھی برابر کے شریک ہوں گے ؛

(۹) خدا تعالےٰ کے کام بندوں کی مدد کے محتاج نہیں۔ وہ اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے کرتا ہے۔ مگر مبارک ہے وہ جس کے ہاتھ کو خدا تعالےٰ اپنا ہاتھ قرار دے۔ کہ وہ برکت کو پا گیا اور رحمت کا وارث ہو گیا ؛

(۱۰) تحریک جدید سال سوم کا بقایا جن افراد یا جماعتوں کے ذمہ ہو۔ انکو بھی فوری ادائیگی کیطرف توجہ کرنی چاہیئے ؛

خاکسار۔ مرزا محمود احمد

مصری پارٹی کیخلاف مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ کی سماعت

بٹالہ ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء آج یہاں اس مقدمہ کی اے۔ ڈی ایم صاحب کی عدالت میں سماعت ہوئی۔ جو پولیس نے شیخ عبدالرحمٰن مصری اور اس کے تین ساتھیوں کے خلاف زیر دفعہ ۱۰۷ دائر کر رکھا ہے۔ اور مندرجہ ذیل گواہوں کی شہادتیں قلم بند کی گئیں۔ (۱) جناب سید زین العابدین صاحب (۲) حضرت میر محمد اسحٰق صاحب (۳) خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب (۴) مولوی ابو العطاء صاحب جالندہری (۵) ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس گورداسپور (۶) لالہ کرم چند اسسٹنٹ سب انسپکٹر انچارج چوکی قادیان (۷) محمد شریف کنسٹیبل (۸) ایڈیٹر الفضل آئندہ پیشی ۲۹ جنوری مقرر کی گئی۔ مفصل بیانات اگلے پرچہ میں درج کئے جائینگے

ضروری اعلان برائے تحقیقاتی کمیشن

جملہ ممبر صاحبان تحقیقاتی کمیشن کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ کمیشن کا آئندہ اجلاس ۵ فروری تا ۱۰ فروری ۱۹۳۸ء منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ اس لئے ممبر صاحبان ۴/۲/۳۸ کی شام کو ضرور قادیان پہونچ جائیں اور ۵/۲/۳۸ کی صبح بوقت ۹ بجے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی کوٹھی الصفہ میں تشریف لے آئیں جہاں ابتدائی پروگرام مرتب کر کے کام شروع کیا جائے گا۔

خاکسار غلام محمد اختر سیکرٹری تحقیقاتی کمیشن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ

دعوتِ عمل

احیائے دین وقیام شریعت

ہم پر خدا تعالےٰ کے لاتعداد فضلوں اور اس کی گوناگوں بخشائشوں میں سے ایک بہت بڑی بخشش ہمارے جان و دل سے پیارے آقا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا وجود باجود ہے۔ جن کی رہنمائی میں جماعت نہ صرف مجموعی طور پر ہر رنگ میں روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ بلکہ ہر اس فرد کے لئے جو اس سلسلۂ حقہ سے حقیقی طور پر وابستہ ہے۔ معنوی اور روحانی رفعت و ترقی کے سامان بھی ارزانی ہو رہے ہیں۔ حضور کا ہم پر یہ بے حد احسان ہے۔ کہ ہماری عملی زندگیوں کو صحیح اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کے لئے حضور نے ہم کو دعوتِ عمل دی ہے۔ اور فی الحقیقت تحریکِ جدید کے دوسرے دَور کا مقصد ہی یہ ہے۔ کہ دُنیا میں عملی لحاظ سے ایک روحانی انقلاب پیدا کیا جائے۔ حضور کا منشائے مبارک یہ ہے کہ ہماری جماعت ان قدوسیوں کی جماعت بن جائے۔ جو اپنے عقائد و اقوال کی طرح اپنے اعمال و افعال کے اندر بھی ایک مسخر کر لینے والی دعوتِ ہدایت رکھتی ہو۔ جو سر سے لے کر پاؤں تک مجسم دعوتِ رشد و ہدایت ہو۔ جو اپنی لسانی طاقتوں سے دُنیا کی اصلاح کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اعمال میں وُہ اسلامی شان پیدا کرے۔ جو ساکنانِ ارض کے لئے ایک خاموش مگر ہمہ گیر اور دلوں میں اتر جانے والی موعظت و نصیحت ہو۔ اس کے اندر تمام احکامِ اسلامی کی عملی رُوح اور احیائے دین کے لئے حقیقی جوشش موجزن ہو۔ اور اس کا دل خدا تعالےٰ کے جمال کا مسکن اور اس کا چہرہ اسلام کے حُسن کا آئینہ ہو۔ تاکہ اس کی ندائے حق و ہدایت انسان کے پردہ ہائے سماعت تک پہونچ کر رک نہ جائے۔ بلکہ اس کے ایوانِ قلب میں اُتر کر ایک گونج۔ اور اس کی رُوح کی دیواروں میں سرایت کر کے ایک ارتعاش پیدا کر دے۔ اور وُہ گم کردہ راہ لوگ جو خدا۔ اور اس کے احکام کو نذرِ طاقِ نسیان کئے ہُوئے ہیں۔ پھر اسی کے ہو جائیں۔ اس کے دروازے سے مُونہہ موڑنے والے پھر اُسی کی غلامی کا جوا اپنی گردنوں پر رکھ لیں اس سے بھاگنے والے پھر اسی کی چوکھٹ پر اپنی جبینِ نیاز جُھکا دیں۔

اَے مبارک جماعت! یہ الفاظ مجمل یہ ہے وُہ دعوتِ عمل جس کی طرف تیری کشتی کے ناخدا نے تجھے بلایا ہے عقائد کے میدان میں تُو نے جو کامیابی اور کامرانی حاصل کی ہے۔ وُہ واقعی بے نظیر ہے۔ اور تیرے شدید ترین دُشمنوں کو بھی اس کا اعتراف ہے۔ لیکن عمل کا میدان ابھی تو ابھی خالی پڑا ہے۔ اس ویرانہ کو از سرِ نَو آباد کرنے اور اس خرابہ کو دوبارہ بسانے کا کام بھی تجھے سونپا گیا ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ اس وقت بھی تو اپنی جانی و مالی قربانیوں اور اسلامی احکام کی بجا آوری میں سب سے ممتاز ہے۔ لیکن یہ تو راہِ عشق کی پہلی منزل ہے۔

ترکِ جان و ترکِ مال و ترکِ سر
در طریقِ عشق اوّل منزل است

ابھی تجھے اور بہت سی منزلیں طے کرنا ہے۔ اس کے علاوہ خود ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کے نخل کو عملِ صالحہ کے تر و تازہ پانی سے سیراب کیا جائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ کہ اس سیرابی کا انتظام خود حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ہمارے لئے فرما رہے ہیں اور ہمیں بکمالِ شفقت اس امر کا موقعہ عطا فرما رہے ہیں۔ کہ ہمارے انفرادی معاشرتی۔ معاشی۔ اہلی۔ عائلی اور جماعتی اعمال سب کے سب اسلامی رنگ میں رنگین ہو جائیں۔ پس ہمارے صغار و کبار۔ رجال و اناث۔ اعالی و ادانی۔ غرض کہ ہر متنفس کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔ کہ اس کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اس سے کن اعمال کی خواہش کی جا رہی ہے۔ اور اس نے اس حیات افروز تعلیم کو جس کے زندگی بخش چشمے عرب کے بے آب و گیاہ ریگستانوں سے پھوٹ پھوٹ کر عالم و عالمیاں کو سیراب کر رہے تھے۔ اور اب مسلمان کہلانے والوں کی انتہائی غفلت بے حسی اور بے اعتنائی پر ماتم گسار ہیں۔ کس طرح اپنے عمل سے از سرِ نو زندہ کرنا ہے۔

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۱۴ جنوری کے خطبۂ جمعہ میں جو کل کے پرچہ میں شائع ہو چکا ہے۔ اور جس کے پڑھنے کا حضور نے ہر احمدی کو ارشاد فرمایا ہے احبابِ جماعت کو ان کا وُہ عہد یاد دلایا ہے۔ جو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر انہوں نے کیا تھا اور جو یہ تھا۔ کہ وُہ آئندہ ہر معاملہ میں اسلامی احکام پر عمل کریں گے۔ اور اسلامی شریعت کو اپنے تمام اعمال کا محور بنائیں گے۔ مبارک وُہ جو اس عہد کو پورا کر کے خدا تعالےٰ کی رضا اور حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں۔

لارڈ لارنس کا بُت اور حکومتِ پنجاب

پچھلے دنوں حکومتِ مدراس نے کرنل نیل کے مجسمہ کو جو ایک پُر رونق بازار میں نصب تھا۔ مگر پبلک اسے پسند نہ کرتی تھی۔ اور اس کے اٹھانے کا مطالبہ کر چکی تھی۔ وہاں سے اٹھوا کر عجائب خانہ میں رکھوا دیا۔ یہ رائے عامہ کے احترام کی ایک بہت عمدہ مثال تھی۔ اس کے متعلق جب پارلیمینٹ میں سوال کیا گیا۔ تو یہ جواب دیا گیا۔ کہ گورنر نے اس میں مداخلت کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔

مگر باوجود اس مثال کے حکومتِ پنجاب نے ۱۸ جنوری کے اسمبلی کے اجلاس میں لارنس کے بُت کے متعلق نہایت مایوس کُن جواب دیا ہے۔ ایک ممبر نے جب یہ دریافت کیا۔ کہ کیا آنریبل وزیر اعظم کو علم ہے۔ کہ مال روڈ لاہور پر لارنس کا جو بُت نصب ہے۔ اس کے متعلق گزشتہ ستره سال میں دو دفعہ شدید مظاہرے ہو چکے ہیں۔ اور اس کو اس کی موجودہ جگہ سے ہٹانے کے لئے ستیہ گرہ بھی کیا گیا ہے۔ آیا موجودہ حکومت اس جھگڑے کو تسلی بخش طور پر نپٹانے کے لئے تیار ہے۔ اور اس نے کبھی غور کیا ہے۔ کہ اس بُت کو عجائب گھر میں منتقل کر دیا جائے۔ تو حکومت کی طرف سے باوجود یہ تسلیم کرنے کے کہ اسے ان مظاہروں کا علم ہے۔ جو اس بُت کے خلاف کئے گئے۔ یہ جواب دیا کہ حکومت اس وقت کوئی کارروائی کرنے کے لئے تیار نہیں۔

حکومت اپنی مصلحتوں کو آپ ہی سمجھ سکتی ہے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ رائے عامہ کا احترام کرنے سے اس کے وقار کو کوئی نقصان نہیں پہونچتا۔ بلکہ اضافہ ہوتا ہے اور جس معاملہ میں اس کا نہ کچھ حرج ہوتا ہو۔ اور نہ کچھ خرچ۔ اور اس کے سامنے ایک دُوسرے صُوبہ کی بعینہٖ اسی قسم کی مثال بھی موجود ہو۔ اس کے متعلق انکار کی کوئی وجہ سمجھ میں آنا مشکل ہے۔

جہاد کے متعلق جماعت احمدیہ کی تعلیم

جماعت احمدیہ اور اس کے بانی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ آپ نے مبعوث ہو کر اسلام کے ایک اہم رکن جہاد کو منسوخ قرار دیا۔ اور جماعت احمدیہ اس تعلیم کے پیش نظر نہ صرف یہ کہ خود جہاد نہیں کرتی۔ بلکہ اس کی عدم ضرورت اور منسوخ ہونے کی اشاعت کرتی رہتی ہے اس اعتراض کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے مسلمان بھائیوں نے جہاد کی حقیقت اور اس کے معنوں پر کبھی غور نہیں کیا۔ اور اس کے معنے صرف تلوار کے ساتھ لڑائی کرنے کے قرار دے لئے ہیں اور اس غلط عقیدہ کے پابند ہو چکے ہیں کہ اسلام نے ہر زمانہ میں اپنے مخالفین کے ساتھ تلوار سے جنگ کرنا فرض قرار دیا ہے۔ وہ محض مذہب کی خاطر جنگ وجدال کو جائز سمجھتے ہیں۔ اور ان کے عقیدہ کی رو سے یہ سلسلہ کشت و خون اس وقت تک نہیں رکے گا۔ جب تک کہ سب لوگ ان کے مذہب پر کاربند نہ ہو جائیں۔

جماعت احمدیہ کا صحیح عقیدہ

لیکن جماعت احمدیہ اسلامی تعلیم کی رو سے مذہب کی خاطر کشت و خون کو جائز نہیں سمجھتی۔ اور اس عقیدہ کو باطل سمجھتے ہوئے اس کی تردید کرتی رہتی ہے اور قرآن مجید کی واضح تعلیم کی روشنی میں اپنا عقیدہ یہ رکھتی ہے۔ کہ محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے جنگ کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ صاف طور پر فرماتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (سورۃ بقرہ آئت نمبر ۲۵۶) کہ دین کے معاملہ میں کسی پر جبر کرنا روا نہیں ہے ہدایت اور گمراہی دونوں واضح ہیں۔ ہر انسان جو راستہ چاہے اختیار کرے اسی طرح دوسری جگہ فرمایا۔ انا ھدینٰہ السبیل اما شاکراً و اما کفوراً (سورۃ الدھر آئت ۲) کہ ہم نے انسان کو صحیح راستہ بتلا دیا ہے۔ اور اس کی جانب اس کی راہ نمائی کر دی ہے اب وہ اس امر میں مختار ہے کہ خواہ صحیح راستہ پر گامزن ہو کر شکر گزار بن جائے۔ اور خواہ غلط راستہ اختیار کر کے کفر کے گڑھے میں جا پڑے۔ بہر حال اس معاملہ میں اس پر جبر نہیں ہے۔

جہاد کے صحیح معنے

ہمارے مسلمان بھائی جہاد کے معنے تلوار کے ساتھ لڑائی کرنے کے لیتے ہیں حالانکہ یہ معنے صحیح نہیں ہیں۔ اس کے اصل معنے کوشش کرنے اور کسی کام کو محنت اور مستعدی سے بجالانے کے ہیں۔ چنانچہ لغت میں ہے جھد فی الامر ای جد و تعب فیہ کہ کسی معاملہ میں جہاد کے یہ معنی ہیں۔ کہ اس میں خوب کوشش اور محنت کی۔

جاھد۔ فی سبیل اللہ مجاھدۃً وجہاداً۔ بذل وسعہ و منہ فی القراٰن۔ وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ۔ والعدو قاتلہ (اقرب الموارد) کہ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کرنے کا یہ مفہوم ہے کہ اس میں اس نے اپنی طاقت صرف کی۔ اور قرآن مجید میں بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کرو۔ یعنی اس کی رضا کے حصول کیلئے اپنی پوری طاقت صرف کرو۔ اور جب جہاد کا لفظ دشمن کے لئے ہو۔ تو اس وقت اس کے معنی لڑائی کرنے کے ہوں گے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ بیان فرماتا ہے وجاھدھم بہ جہاداً کبیراً (فرقان ع ۵ آئت نمبر ۵۲) کہ اس مقدس کلام قرآن مجید کے ساتھ جہاد کبیر کر اس آئت کریمہ میں قرآن مجید کی تعلیم کی اشاعت کو جہاد کبیر قرار دیا ہے۔

ایسا ہی فرمایا یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون (مائدہ ع ۶ آئت ۳۵) کہ اے مومنو اللہ تعالےٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اور اس کے قرب کو حاصل کرو۔ اور اس کے لئے اس کے راستے میں پوری پوری کوشش کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔

حدیث شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من جاھدھم بیدہ فھو مومنٌ ومن جاھدھم بلسانہ فھو مومنٌ ومن جاھدھم بقلبہ فھو مومنٌ (مشکوٰۃ) کہ بعض لوگ ایسے ہوں گے جن کے ساتھ جہاد کرنے والا مومن ہو گا۔ اور یہ جہاد تین طرح کا ہے۔ ہاتھ کے ساتھ۔ زبان کے ساتھ اور دل کے ساتھ۔ ایسا ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی جابر اور ظالم بادشاہ کے پاس کلمۃ الحق سچی بات کہنا یہ بھی جہاد ہے۔

پس قرآن مجید احادیث اور لغت کی اس تحقیق سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ جہاد کے معنی کوشش کرنا اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کو حاصل کرنا اور تبلیغ کرنے کے ہیں۔ اور جب دشمن کے لئے یہ لفظ استعمال ہو۔ تو اس وقت اس کے معنے لڑائی کرنے کے بھی ہوتے ہیں۔

جماعت احمدیہ اور جہاد

قرآن مجید اور احادیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تصریح کے پیش نظر جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جہاد کی نوعیت حالات کے ماتحت بدلتی رہتی ہے۔ اگر دین کو دشمن کی تلوار سے خطرہ ہے۔ اور وہ تلوار کے ذریعہ سے جماعت حقہ کو نابود کرنے پر تلا ہوا ہے۔ تو تلوار سے اس کا مقابلہ کیا جائے۔ اور اگر دشمن تلوار سے نہیں۔ بلکہ براہین دلائل اور معقولیات کے پیرایہ میں اسلام کو کمزور کرنا اور مٹانا چاہتا ہے۔ تو اس وقت اس کے بالمقابل تلوار نہیں۔ بلکہ اس قسم کے معقولی تدابیر اور براہین کے ساتھ مقابلہ کیا جائے گا۔

اسلام کا مطمح نظر اور آماجگاہ دلوں کو فتح کرنا ہے۔ اور یہ مقصد تلوار کے ذریعہ سے میسر نہیں آسکتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں تلوار کی اجازت دین کی جبری اشاعت کی غرض سے نہیں دی گئی تھی۔ بلکہ دشمن کی تلوار کو کند و ناکارہ کرنے کے لئے یہ اجازت دی گئی تھی۔ جو مذہبی آزادی میں حائل ہوتی تھی۔ اور مسلمانوں کی ہستی کو ہی نابود کرنا چاہتی تھی۔

پس اس وقت جبکہ اشاعت دین میں تلوار حائل نہیں بلکہ یورپ کا فلسفہ اس کا تمدن اور دیگر مذاہب کی طرف سے اسلام کے خلاف طرح طرح کے وساوس اور شبہات ہیں تو اس کا دفاع اس رنگ میں ہو گا۔ اور براہین اور دلائل کے ذریعہ سے یہ جہاد ہو گا۔ اسی صورت حالات کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاد کو قیامت تک منسوخ نہیں کیا۔ بلکہ اس زمانہ میں اس کے کرنے سے روکا۔ اور اسے ملتوی قرار دیا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے متعلق بخاری شریف میں یضع الحرب کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ مسیح موعود کے زمانہ میں جنگ رک جائے گی چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰ
عیسےٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا

ایسا ہی آپ فرماتے ہیں:-

"اس زمانہ میں جہاد روحانی صورت سے رنگ پکڑ گیا ہے۔ اور اس زمانہ کا جہاد یہی ہے۔ کہ اعلائے کلمۂ اسلام میں کوشش کریں مخالفوں کے الزامات کا جواب دیں۔ دین متین اسلام کی خوبیاں دنیا میں پھیلائیں آنحضرت کی سچائی دنیا پر ظاہر کریں یہی جہاد ہے

جب تک کہ خدا تعالیٰ کوئی دوسری صورت دُنیا میں ظاہر کرے (مکتوب حضرت اقدسؑ بنام میر ناصر نواب صاحب مندرجہ رسالہ درود شریف صفحہ ۶۶)

اسی طرح ایک دوسری جگہ آپؑ فرماتے ہیں "یاد رہے۔ کہ مسئلہ جہاد کو جس طرح پر حال کے اسلامی علماء نے جو مولوی کہلاتے ہیں۔ سمجھ رکھا ہے۔ اور جس طرح وہ عوام کے آگے اس مسئلہ کی صورت بیان کرتے ہیں وُہ ہرگز صحیح نہیں ہے۔ . . . . اب مذہبی طور پر تلوار اٹھانے والوں کا خدا تعالیٰ کے سامنے کوئی عذر نہیں۔ جو شخص آنکھیں رکھتا ہے۔ اور حدیثوں کو پڑھتا اور قرآن کو دیکھتا ہے۔ وُہ بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ بطریق جہاد جس پر اس زمانہ کے وحشی کاربند ہو رہے ہیں۔ یہ اسلامی جہاد نہیں ہے" (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۵۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ آپ نے قیامت تک جہاد کو منسوخ قرار نہیں دیا۔ بلکہ اسلام کی صحیح تعلیم کے مطابق موجودہ حالات میں اس جہاد کی طرف لوگوں کو بلایا ہے جس کا نام قرآن مجید نے جہاد کبیر رکھا ہے۔ اور جو اسلام کا اصل مقصد ہے۔ یعنی اشاعتِ اسلام اور اس کی تبلیغ۔ اس زمانہ میں چونکہ دشمن اسلام کو براہین اور دلائل سے نقصان پہونچانے اور اسے مٹانے پر آمادہ ہے۔ اس لئے اسی طریق پر اس کا مقابلہ ہوگا۔ ہاں اگر مذہب کی خاطر آج دشمن تلوار لے کر اسلام کو مٹانے کے لئے نکل آئے تو پھر اس صورت میں اس کا دفاع اسی رنگ میں جائز ہوگا جس طرح کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں مجبور ہو کر آخر کفار کا مقابلہ تلوار سے کیا۔ اس کے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز امام جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:۔ "اسلام کی یہ تعلیم ہے۔ کہ جب تک ہم کسی ملک میں رہیں۔ اس کے قانون کی پابندی کریں۔ لیکن جب ہم سمجھیں کہ کوئی حکومت ظلم میں حد سے بڑھ رہی ہے۔ تو اس کے ملک کو چھوڑ کر اس کا مقابلہ کریں۔ اور وہ حکومت نکلنے بھی نہ دے۔ تو پھر ہمیں اجازت ہے۔ کہ اس کے ملک میں رہتے ہوئے اس کا مقابلہ کریں۔ اس صورت میں قانون توڑنے کی وہ ذمہ وار ہے۔ ہم نہیں" (تحفہ لارڈ ارون صفحہ ۲۳) (ملک محمد عبد اللہ مولوی فاضل)

حیاتِ مسیحؑ کے قائلین سے سوالات

(۲)

پانچواں سوال

اگر مسیح کے مشابہ کسی شخص کے صلیب پر دیئے جانے کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر کیا یہ ماننا نہیں پڑے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہود سے دھوکا کیا۔ اور بزدلی کا اظہار کیا۔ پھر یہی نہیں۔ بلکہ ایک غیر جانبدار بے قصور شخص پر ظلم کیا۔ اور اسے ناحق مروا دیا (والعیاذ باللہ لان اللہ لیس بظلام للعبید) علاوہ ازیں یہود کو ایسے جرائم کی جرأت دلائی۔ کہ جو بھی خدا کی طرف سے آئے اسے قتل کر دیا جائے۔ کیونکہ انہوں نے بزعم خود مسیح کے مشابہ کو نہیں۔ بلکہ مسیح کو ہی قتل کیا:۔

چھٹا سوال

جب تاریخ قرآن وحدیث۔ توریت و انجیل کسی ایک کتاب میں بھی یہ واقعہ مذکور نہیں۔ کہ کسی دوسرے شخص کو مسیح کے مشابہ بنا کر صلیب دیا گیا۔ بلکہ انجیل کے ماننے والے کہتے ہیں۔ کہ مسیح واقعی صلیب دیا گیا۔ اور ہمارے گناہوں کا کفارہ بنا۔ یہود اس بات پر مصر ہیں۔ کہ ہم نے مسیح کو ہی قتل کیا ہے۔ اور یہی دو گروہ ہیں۔ جو حادثہ صلیب کے وقت موجود تھے۔ جن کا قول ہے۔ کہ مسیح صلیب پر لٹکایا گیا۔ پس حیاتِ مسیح کا عقیدہ رکھنے والے کس بنا پر شالثی کا چوغہ پہنے ہوئے یہ کہتے ہیں۔ کہ نہیں مسیح کا مشابہ شخص قتل ہوا۔ اور مسیح کو آسمان پر اٹھا لیا گیا:۔

پھر اس مشابہ شخص کی تعیین کرتے وقت ان لوگوں کا اختلاف اور کسی خاص شخص پر متفق نہ ہونا بتاتا ہے۔ کہ ایسے عقیدہ رکھنے والوں کو خود بھی یقین نہیں۔ کہ وُہ کون تھا مختلف مفسرین کی کتب میں بہت سے اشخاص کے نام ہیں۔ کوئی کہتا ہے فلاں تھا۔ کوئی کہتا ہے۔ نہیں فلاں تھا۔ اگر واقعی کوئی شخص مسیح کا مشابہ صلیب دیا گیا تھا۔ تو بدلائل اس کی تعیین کی جائے:۔

ساتواں سوال

یہود یوم آخرت کو مسیح کے انکار کا یہ جواب دے سکتے ہیں۔ کہ اے خدا تُو نے ہم کو توریت کے مطابق آزمانے نہیں دیا۔ اور اس کے ایک مشابہ شخص کو ہمارے حوالے کرتے ہوئے اسے آسمان پر اُٹھا لیا۔ اگر تو اُسے زمین پر ہی رکھتا ہمیں آزمانے دیتا۔ اور اپنی قدرت سے اسے بچا لیتا۔ تو پھر اگر ہم اسے سچا دیکھتے۔ تو قبول کر لیتے۔ پھر اگر یہ تسلیم کر لیا جائے۔ کہ مسیح کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اُٹھا لیا۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایک دوسرا مشابہ پیدا کرنے کی ضرورت کیا پیش آئی تھی۔ کیا نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو یہود سے یہ خوف تھا۔ کہ کہیں وُہ مسیح کو آسمان پر چڑھتے دیکھ کر انہیں کسی ذریعہ سے نیچے نہ کھینچ لیں؟ کیا اس لئے مسیح کا مشابہ شخص ان کے لئے پیدا کر دیا گیا تھا:۔

آٹھواں سوال

حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھا لینے میں کیا حکمت تھی۔ اور اس کی علتِ غائی کیا تھی۔ اگر یہود نامسعود کے پنجے سے مسیح علیہ السلام کو چھڑانا ہی مقصود تھا تو اس کے اور کئی طریقے جو اللہ تعالیٰ ابتدائے عالم سے لے کر اس وقت تک اپنے بندوں کو دشمنوں سے بچانے کے لئے اختیار کرتا چلا آیا ہے۔ کافی تھے۔ وُہ جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ کو گلزار بنا دیا جس نے حضرت نوح ہ کے دشمنوں کو سیلاب میں غرق کر دیا۔ جس نے حضرت موسےٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کے لئے دریا میں سے صحیح سلامت گزر جانے کا سامان پیدا کر دیا۔ جس نے ہمارے سید ومولےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشمنوں سے بچانے کے لئے غار کے مونہہ پر مکڑی کا جالا تن دیا۔ کیا وُہ مسیح علیہ السلام کو ان کے دشمنوں سے اس زمین پر نہ بچا سکتا تھا کیا یہود فرعون اور اس کے لشکر اور کفار مکہ سے زیادہ طاقتور تھے۔ کہ اس خوف سے کہ کہیں وُہ مسیح کو قتل نہ کر دیں۔ جھٹ آسمان پر اُٹھا لیا۔ کیا یہی خوف غارِ ثور میں موجود نہ تھا۔ کہ دشمن کہیں حضور علیہ السلام کو قتل نہ کر دیں پھر کیا مسیح علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کو تمام انبیاء سے حتیٰ کہ سرورِ دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی زیادہ محبت تھی۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو زمین پر ہی بچایا۔ بلکہ طائف اور جنگ احد کے موقعہ پر حضور کو زخمی بھی ہونے دیا۔ لیکن مسیح کے وقت خدا تعالیٰ یہ بھی برداشت نہ کر سکا۔ کہ انہیں ذرہ بھر بھی تکلیف پہنچے بلکہ جھٹ ایک اور ناکردہ گناہ شخص کو یہود کے حوالے کر کے مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا:۔

نواں سوال

کتب نحو میں لفظ "الیٰ" کے متعلق لکھا ہے۔ کہ یہ انتہا غایت کے لئے آتا ہے پس اگر آیت بل رفعہ اللہ الیہ کے معنے یہی درست سمجھے جائیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ساتھ پہلو بہ پہلو بیٹھے ہیں۔ ورنہ الیٰ کے معنے پورے طور پر متحقق نہیں ہوتے۔ لیکن ان معنوں پر ضد کرنا نہ صرف جہالت کا ثبوت دیتا ہے۔ بلکہ عیسائیوں کے اس عقیدہ کی بھی تائید کرتا ہے کہ مسیح خدا کی دائیں جانب بیٹھا ہوا ہے اور پھر اس میں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی ہتک ہے۔ کیونکہ عیسائی کہہ سکتے ہیں کہ تمہارے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) خدا کا اتنا قرب حاصل نہ کر سکے۔ جتنا حضرت عیسےٰؑ نے حاصل کیا۔ بلکہ وُہ فکان قاب قوسین او ادنیٰ تک ہی رہے۔ ان معنوں سے اسلام کو جو نقصان پہنچتا ہے وہ ظاہر ہے:۔

دسواں سوال

اگر اس آیت سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا مُراد لیا جائے۔ تو ماننا پڑیگا کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر محدود ہے۔ اور وُہ بھی دوسرے آسمان پر۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسےٰ کو دیگر انبیاء کی ارواح کے ساتھ دوسرے آسمان پر دیکھا ہے۔ حالانکہ تحدید باری تعالیٰ محال ہے۔ جس کا وفاتِ مسیح کے عقیدہ کے مخالفوں کو بھی انکار نہیں:۔

گیارھواں سوال

اس آئت کے آخر میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وان اللہ عزیز حکیم۔ یعنی خدا تعالےٰ ہر چیز پر غالب اور حکیم ہے لیکن ان معنوں کی رو سے۔ جو ہمارے مخالفین کرتے ہیں۔ قطعی طور پر اس کا غالب اور حکیم ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ جیسا کہ اس سے قبل ثابت کیا جا چکا ہے۔ خدا تعالےٰ کا نعوذ باللہ بزدل اور اسباب کا محتاج ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس کا عزیز و حکیم ہونا تو تب ثابت ہوتا۔ جب زمین پر رکھ کر ہی مسیح علیہ السلام کو اس کے دشمنوں سے بچاتا۔ جیسا کہ غار ثور کے واقعہ سے اپنا عزیز و حکیم ہونا ثابت فرمایا ہے۔ کیونکہ ثانی اثنین اذھما فی الغار والی آئت کے آخر میں بھی ان اللہ عزیز حکیم کے الفاظ رکھے گئے۔ پس وہ بجائے آسمان پر اٹھانے کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح مسیح کو بھی بچا سکتا تھا۔ بلکہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی والے واقعہ کی طرح یہود کو تحدیانہ طور پر کہہ سکتا تھا۔ کہ یہ میرا رسول ہے۔ یاد رکھو اگر اس کی طرف تم نے انگلی بھی اٹھائی تو عذاب الیم تمہارے لئے یقینی ہے۔ لیکن بتایا جائے مسیح کو آسمان پر اٹھانے اور دوسرے شخص کو مسیح کے مشابہ بنانے سے اس کا عزیز و حکیم ہونا کیسے ثابت ہوا؟

بارھواں سوال

اگر کوئی عیسائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے ہوئے عقیدہ حیات مسیح کے حامیوں سے سوال کرے کہ کیا وہ افضل ہے جو ہزار سالوں سے زندہ چلا آتا ہے۔ یا وہ جو وفات یافتہ ہے۔ تو وہ بتائیں کہ ایسے موقعہ پر ان کا کیا جواب ہوگا۔ کیا حیّ ہونا خدا تعالیٰ کی صفات میں سے نہیں ہے۔ اگر ہے تو پھر کیا وہ خود ہی مسیح علیہ السلام کا الٰہ ہونا ثابت نہیں کر رہے اور کیا ایسے عقیدے سے ہمارے پیارے آقا محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین نہیں ہے؟

تیرھواں سوال

آئت زیر بحث میں آسمان کا کہاں ذکر ہے۔ کیا الیہ کا مطلب آسمان ہوتا ہے۔ پھر کیا خدا تعالےٰ صرف آسمان پر ہے۔ وہ تو فرماتا ہے نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ ھو الذی فی السماء الٰہ وفی الارض الٰہ این ما تولوا فثم وجہ اللہ۔ پس یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام ضرور آسمان پر ہی اٹھائے گئے ہیں؟

چودھواں سوال

اگر تحقیق جدیدہ کی روشنی میں کوئی یہ سوال کرے۔ کہ اہل سائنس نے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ اگر انسان طیاروں میں آسمان کی طرف اڑنا چاہے۔ تو وہ صرف بلندی کی ایک حد تک ہی زندہ رہ سکتا ہے اس سے آگے جانا ناممکن ہے۔ کیونکہ کرۂ زمہریر میں سردی انسان کے لئے ناقابل برداشت ہوتی ہے۔ پس جب اس فضا میں سے گزرنا انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ تو حضرت عیسےٰ کس طرح اس فضا میں سے ہوتے ہوئے خدا کے پاس پہونچ گئے۔ حامیان مسیح کے پاس اس کا کیا عقلی جواب ہے؟

پندرھواں سوال

اگر اس آئت میں رفع سے مراد رفع مع الجسد ہو اور اس کے معنے یہ ہوں کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور اب تک زندہ ہیں۔ تو قرآن کریم کی بیسیوں آیات جن میں بصراحت مسیح علیہ السلام کی وفات کا ذکر موجود ہے غلط اور بے معنی ٹھہرتی ہیں۔ مثلاً فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی۔

سولھواں سوال

اگر رفع سے مراد رفع جسمانی ہوتا ہے تو ان آیات کا کیا مطلب ہے۔ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع۔ ولو شئنا لرفعناہ۔ و رفعناہ مکانا علیا۔ یرفع اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات کیا صحابہ رضی اللہ عنہم کے گھر آسمان پر اٹھائے گئے۔ کیا بلعم باعور کو خدا تعالےٰ زندہ آسمان پر اٹھانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ کیا ادریس علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ کیا خدا تعالےٰ مومنوں کو زندہ آسمان پر اٹھاتا ہے۔ پھر حدیث میں آتا ہے اذا تواضع العبد رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ کیا آج کسی اپنے عبد کو خدا نے بجسد عنصری آسمان پر اٹھایا ہے؟

سترھواں سوال

اگر کسی بشر کا آسمان پر جانا ممکن تھا۔ تو پھر کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جب کفار نے آسمان پر جانے کا مطالبہ کیا تو حضور کا یہ فرمانا نعوذ باللہ نادرست تھا۔ کہ سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا

اٹھارھواں سوال

کیا اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے ایک خلاف واقعہ بات کہی جب فرمایا کہ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افائن مت فھم الخالدون درآنحالیکہ مسیح علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل بغیر کسی تغیر و تبدل کے زندہ موجود تھے۔

انیسواں سوال

ہماری طرف سے کئی سالوں سے حیات مسیح کا عقیدہ رکھنے والوں کے سامنے یہ سوال پیش کیا جا چکا ہے کہ ہمارا دعوےٰ ہے کہ جب لفظ رفع کا فاعل اللہ تعالےٰ ہو اور مرفوع بنی آدم میں سے کوئی شخص ہو تو اس کے معنی اس صورت میں سوائے تقرب الی اللہ اور رفع درجات کے اور کوئی نہیں ہوتے اگر یہ غلط ہے تو کسی محاورۂ عرب کسی لغت کی کتاب یا کسی شاعر کا قول اس قاعدے کے خلاف پیش کیا جائے۔ لیکن آج تک کسی کو جرأت نہیں ہوئی۔ کہ اس سوال کا جواب دے سکے؟

بیسواں سوال

اگر مسیح علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے ہیں تو اس وقت کہاں ہیں آیا بہشت میں ہیں یا جنت سے باہر۔ اگر بہشت میں داخل شدہ ہیں تو وما ھم منھا بمخرجین کے قاعدہ کلیہ کے ماتحت وہ اب نہیں نکل سکتے۔ لہٰذا ان کا نزول محال ہوا۔ اور اگر جنت میں نہیں تو کیا انیس سو سال سے آسمان میں بیکار بیٹھے ہیں یا وہاں پر کسی امت کی اصلاح میں لگے ہوئے ہیں۔ اگر بیکار بیٹھے ہیں تو بے کاری ایک مومن کے شایان شان نہیں ہے چہ جائیکہ ایک نبی سے یہ فعل سرزد ہو۔ فاما الزبد فیذھب جفاءً واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔

اکیسواں سوال

یہود تو مسیح کے رفع روحانی کے منکر تھے رفع جسمانی کا تو وہاں سوال ہی نہ تھا پس اگر اس آئت کا یہی مطلب ہے کہ حضرت عیسےٰ مع الجسد آسمان پر اٹھائے گئے تو پھر یہود کے عقیدے کے رد کے لئے حضرت عیسےٰ کے رفع روحانی کا ثبوت کہاں ہے حالانکہ وہ نہائت ضروری تھا۔

بائیسواں سوال

آئت وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہٖ قبل موتہ سے یہ مراد لینا کہ مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے ہر ایک یہودی جو اس وقت موجود ہوگا۔ اس پر ایمان لائے گا۔ بدیں وجوہ باطل ہے (اول) یہ وہ ایمان ہے جس میں اہل کتاب کا ہر فرد شامل ہے۔ کیونکہ لفظ ان من حصر کے لئے آتے ہیں۔ اور جو ایمان غیر احمدی مراد لیتے ہیں۔ وہ ہزارہا مرنے والے اہل کتاب میں نہیں پایا جاتا۔ پس اگر یہ معنے ہوتے تو اللہ تعالےٰ ضرور ان سب اہل کتاب کو حضرت عیسےٰ کی آمد ثانی تک زندہ رکھتا تا وہ ایمان لے آئیں۔ اور خدا کا فرمودہ سچ ثابت ہو۔ لیکن جب ایسا نہیں تو معلوم ہوا کہ یہ معنے غلط ہیں۔ اس جگہ اگر کوئی یہ کہے کہ وہ سب یہودی مسیح کی آمد ثانی پر اس پر ایمان لائیں گے۔ جو اس وقت موجود ہوں گے۔ تو اول تو آئت کے الفاظ قطعی طور پر اس مطلب کے متحمل نہیں ہیں دوسرے احادیث میں صاف لکھا ہے۔ کہ اصفہان کے ستر ہزار یہود دجال کے ساتھ ہونگے۔ اور کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷ پر لکھا ہے کہ تیرہ ہزار یہودی عورتیں مسیح کا اتباع کریں گی۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ دجال اہل کتاب میں سے ہوگا۔ پس یہ معنے بھی غلط ہیں؟

تیئیسواں اعتراض

خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ "لو کان من عند غیر اللہ لوجد و فیہ اختلافا کثیرا" کہ اگر یہ قرآن اللہ کے سوا کسی کی طرف سے ہوتا۔ تو اتنی بڑی کتاب میں ضرور کوئی اختلاف ہوتا۔ ایسا نہ ہونے کی صورت کو قرآن کی صداقت کی دلیل ٹھہرایا ہے۔ لیکن غیر احمدیوں کے یہ معنے قابل تسلیم ہوں۔ تو قرآن کریم کی آیات میں تضاد معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے ماقبل فرمایا ہے۔ فلا یومنون الا قلیلا۔ کہ یہ لوگ تھوڑا ہی مانیں گے۔ بلکہ مانینگے ہی نہیں۔ لیکن یہاں کہدیا۔ کہ سب کے سب ایمان لائینگے۔

پھر اللہ تعالےٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرماتا ہے۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیٰمۃ۔ کہ میں تیرے متبعین کو یہود پر قیامت تک غلبہ دوں گا۔ لیکن یہ بھی فرماتا ہے۔ واغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الیٰ یوم القیٰمۃ" کہ ہم نے قیامت تک ان میں بغض اور عداوت ڈال دی ہے۔

پھر فرماتا ہے۔ لا یزالون مختلفین الا من رحم اللہ۔ کہ ان میں ہمیشہ ہی اختلاف رہے گا۔ اب بتایا جائے۔ کہ اگر سب اہل کتاب ایمان لے آئیں اور سب یہود مسیح کے متبع ہو جائیں۔ تو ان پر قیامت تک غلبہ کیونکر اور ان میں اختلاف اور بغض و عداوت کیسی؟

اور پھر سب سے بڑھکر تمہارے مضمون کی رو سے قرآن کریم کی آیات میں جو تضاد پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کا کیا علاج؟

چوبیسواں اعتراض

موتہ میں "ہ" کی ضمیر کی بجائے دوسری قرأت میں "ھم" کا لفظ آیا ہے۔ جو جمع ہے۔ اور جس سے صرف اہل کتاب ہی مراد ہو سکتے ہیں۔ اور غیر احمدی صاحبان کے معنے بن ہی نہیں سکتے۔

پس اس قرأت کے غیر احمدی کیا معنے کرینگے؟

۲۵ پچیسواں اعتراض

مفسرین خود ان ضمائر کے مراجع میں اختلاف رکھتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ پہلی ضمیر کا مرجع عیسیٰ۔ اللہ۔ نبی۔ قرآن۔ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اور دوسری ضمیر کے مرجع میں بھی ایسا ہی اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ قبل موتہ سے عیسیٰ علیہ السلام مراد ہے۔ کوئی کہتا ہے نہیں کتابی مراد ہے۔

پس جن لوگوں کی کتب پر تمہارے اس عقیدے کی اساس قائم ہے۔ جب وہ خود کسی یقین پر قائم نہیں۔ تو آپ لوگ کس بنا پر کہتے ہیں۔ کہ اس ضمیر سے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مراد ہیں۔

اس جگہ یہ بھی یاد رہے۔ کہ ہم ان مفسرین کا پورا پورا احترام کرتے ہیں جنہوں نے اپنے اپنے اجتہاد کی بنا پر جو کچھ ان کی سمجھ میں آیا۔ لکھا۔ اور وہ لوگ اس میں مجبور تھے۔ لیکن آج باوجود ہزار ہا بار صحت قائم ہونے کے بھی اگر کوئی ان معنوں پر اصرار کرے۔ تو ہٹ دھرمی ہے۔

چھبیسواں اعتراض

اس کے بعد فرمایا ویوم القیٰمۃ یکون علیھم شھیدا۔ کہ مسیح علیہ السلام قیامت کو ان پر گواہ ہوگا۔ یعنی ان کے خلاف گواہی دے گا۔

اب اگر اس آیت مذکورہ بالا کے یہ معنے ہیں۔ کہ وہ سب مان جائیں گے تو گواہی کیسی؟ اس گواہی کی کیا ضرورت۔ کیونکہ گواہی کی ضرورت تو ہمیشہ انکار کی وجہ سے ہوتی ہے پھر قیامت کے ساتھ گواہی کو مخصوص کرنا بھی بتاتا ہے۔ کہ مسیح ناصری علیہ السلام دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا۔ ورنہ کہنا چاہیئے تھا۔ کہ وہ دنیا میں آکر گواہی دے گا؟

گو اور بھی بہت سی باتیں عقیدہ حیات مسیح کی لغویت کو ثابت کرنے کے لئے پیش کی جا سکتی ہیں۔ لیکن بخوف طوالت اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ نیز ان آیات کا صحیح مطلب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے وہ انشاء اللہ کسی دوسرے مضمون میں بیان کروں گا۔

احقر محمد صدیق مودی فاضل مجاہد تحریک جدید مقیم قاہرہ

بلگریڈ (یوگوسلاویہ) میں ایک احمدی مجاہد کی تبلیغی مساعی

سعید الفطرت لوگوں میں تحقیق حق کا جوش

تحریک جدید کے ایک مجاہد اپنے ۳ جنوری کے خط میں لکھتے ہیں۔

ماہ اکتوبر کے وسط میں خاکسار بعض دوستوں کے مشورے پر علاقہ "کوسوا" میں تیسری مرتبہ برائے تبلیغ محترم مکرم شریف وتسا صاحب کے ساتھ روانہ ہوا۔ دو تین تک ان کے ہاں مہمان رہا۔ شب کو میرے آنے کی اطلاع پا کر اکثر لوگ برائے ملاقات تشریف لائے جن کو حسب موقعہ وعظ و نصیحت کی۔ قریباً رات کے دو بجے تک مجلس رہی۔ دوسرے روز ایک دوسرے شہر یازار سے سات آٹھ معزز احباب شریف وتسا صاحب کی ملاقات کیلئے تشریف لائے میری اجنبی شکل و لباس کی وجہ سے ہر ایک کی نظر مجھ پر پڑتی تھی۔ شریف وتسا صاحب نے میرا تعارف کرایا اور اس ملک میں آنے کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ اسی مجلس میں ایک عالم جو کہ اچھا وسیع مطالعہ کتب فقہ حنفیہ کا رکھتا ہے۔ میرے آنے کی اطلاع پا کر برائے ملاقات پہنچ گیا۔ اس شخص کو کسی نے بتایا کہ یہ "ہندی" وفات مسیح کا قائل ہے۔ اور قرآن و حدیث سے دلائل دے کر ثابت کرتا ہے۔ کھانا کھانے کے بعد شریف وتسا صاحب کی بیٹھک میں کافی لوگ جمع ہو گئے۔ اور گفتگو شروع ہو گئی مگر بد قسمتی سے میں البانین زبان اچھی طرح نہ بول سکتا تھا۔ اور نہ ہی سربین زبان میں اتنی مشق تھی۔ تاہم اپنا مافی الضمیر ادا کرتا تھا۔ مگر میرا مد مقابل عربی سمجھ لیتا تھا۔ بول نہ سکتا تھا۔ مختلف مسائل پر بحث ہوتی رہی۔ حاضرین میں سے صرف ایک شخص البانین عالم کے ساتھ تھا۔ باقی تمام مجلس میری تائید کرتی رہی میں نے مہدی علیہ السلام۔ دجال۔ یاجوج ماجوج و دیگر علامات ظہور قرب قیامت کی تشریح کی۔ اور بعض اور احادیث اور آیات کی بھی تفسیر بیان کی۔ جس کو البانین عالم نے تاویلات کہکر ٹالدیا۔ اور ضال مضل ہونے کا فتویٰ دیا۔ میں کسی سخت بات کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں کرتا تھا۔ بلکہ نہایت نرمی سے برداشت کرتا تھا مگر شریف وتسا صاحب سن نہ سکتے تھے۔ اور نہایت سخت جوش میں آجاتے۔ اور بعض دوسرے بھی انہی کی پیروی کرتے۔ اور بعض اوقات تو ان کو روکنا نہایت مشکل ہو جاتا۔ بہت لمبی بحث ہوئی۔ قریباً رات کے تین بجے فراغت ہوئی۔

ایک امام مسجد احمدیت میں

دوسرے دن میں دوسرے گاؤں میں گیا۔ یہاں پر حاجی سلیم صاحب اس علاقے کے مسلم عالم ہیں۔ اور واقعی اپنے علم میں پختہ ہیں۔ قادری طریقت کے درویش ہیں۔

میں خود اس گاؤں کی جامع مسجد میں اعتکاف بیٹھ گیا۔ اس مسجد کے امام صاحب رمضان سے ایک دن قبل فارم پُر کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ اور اس طرح یہ جامع مسجد احمدیوں کے ہاتھ آگئی۔ کیونکہ یہاں پر امام مسجد اس کی ہر چیز کا متولی سمجھا جاتا ہے۔ اور بکلی مختار ہوتا ہے اور اوقاف سے تنخواہ حاصل کرتا ہے۔

نماز تراویح

یہاں تراویح میں قرآن ختم نہیں کرتے بلکہ مختلف مقامات سے ایک دو آیات پڑھکر رکعت پوری کرتے ہیں۔ اور آدھ گھنٹے میں ۲۰ رکعات پوری کر دیتے ہیں اگر ذرا دیر ہو جائے تو لوگ لمبی نماز کا شکوہ شروع کر دیتے ہیں۔ اس جگہ نماز کا بہت اچھا انتظام ہے۔ بروز جمعہ جمعہ کی نماز کے بعد سب لوگ ظہر کی نماز بھی ادا کرتے ہیں۔ یہ نماز احتیاطی کہلاتی ہے۔

رمضان میں قرآن

رمضان میں ظہر کے بعد تین حافظ ملکر ایک سپارہ قرآن مجید کا روزانہ پڑھکر لوگوں کو سناتے ہیں ترجمہ تفسیر وغیرہ نہیں کرتے

اس کو "مقابلہ" کہا جاتا ہے اور عصر کے بعد ہر روز ایک عالم وعظ کرتا ہے جس میں رمضان میں خاص طور پر ذکر الہٰی درود شریف پڑھنے و دیگر مسائل سے واقفیت بہم پہنچاتا ہے۔ مگر لوگ کوئی خاص توجہ نہیں کرتے۔ مغرب اور فجر میں عموماً صرف چند آدمی جماعت سے نماز ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ مغرب کے وقت افطار میں مصروف رہتے ہیں۔ اور فجر کے وقت سحری کی وجہ سے نیند اجازت نہیں دیتی سحری سے تین چار گھنٹے قبل ہی "دف" وغیرہ سے لوگ جگانا شروع کر دیتے ہیں تا عورتیں فراغت سے تین چار کھانے تیار کر سکیں۔ صبح کو ظہر تک سوتے رہتے ہیں اور بازار وغیرہ بند رہتے ہیں مغرب کے بعد دوکانیں کھولتے ہیں۔ تراویح کے بعد قہوہ خانے خوب آباد رکھتے ہیں۔ قہوہ اور سگریٹ کا دور چلتا ہے جو رات کے بارہ بجے تک رہتا ہے۔ افطار کے وقت جامع مسجد کے منارے پر لائٹ کرتے ہیں اور توپ کی بلند آواز سے وقت کے ختم ہونے سے مطلع کرتے ہیں۔

مسجد میں تبلیغ

اس سال مسجد میں میرے آجانے کی وجہ سے تراویح کے بعد لوگ میرے گرد جمع ہو جاتے اور "ملا ابراہیم" بھی میرے ساتھ رہتے۔ میں ہر روز حسب موقعہ وعظ کرتا جس کا ملا ابراہیم صاحب البانین زبان میں لوگوں کے لئے ترجمہ کر دیتے۔ بعض ایام میں تو جامع مسجد بالکل بھر جاتی۔ جس میں امراء غرباء عورت مرد بچے بھی آجاتے اور جو کوئی سوال کرتا۔ میں اس کا حسب موقعہ جواب دے دیتا۔ کئی دفعہ وعظ جمعہ کے دن اور عصر کے بعد مقرر واعظ سے اجازت لے کر کیا۔ میرے وعظ میں لوگ کثرت کے ساتھ جمع ہوتے اپنا وقت ہرج کر کے بھی سننے کے لئے آتے میں عربی میں کہتا۔ ملا ابراہیم صاحب لفظ بلفظ البانین زبان میں لوگوں تک پہنچاتے اسی طرح قریباً تمام رمضان گذرا۔ شاید ہی کوئی دن ایسا ہو۔ جو میں ۱۲ بجے شب سے قبل سویا۔ میں نے مہدی کی صداقت کے لئے ایک یہ بھی دلیل دی تھی کہ خداوند تعالیٰ سے استخارہ کرو اس پر کثیر التعداد نے استخارہ کیا۔ سوائے ایک کے سب نے نہایت اعلیٰ خوابیں دیکھیں۔ اور شرح صدر سے اکثر استخارے کی وجہ سے داخل سلسلہ ہوئے ہیں۔

لیلۃ القدر کس طرح منائی جاتی ہے

۲۷ رمضان کو لیلۃ القدر یہاں منائی جاتی ہے۔ تراویح کے بعد امام وعظ کرتا ہے اور بعدہ دو رکعت نفل باجماعت برائے لیلۃ القدر ادا کرتے ہیں۔ اس سال ملا ابراہیم صاحب نے وعظ کیا بعدہ میں نے تقریر کی۔ جس میں اعتراضات کے جواب دیئے۔

جمعۃ الوداع

پھر دوسری مرتبہ جمعۃ الوداع میں ایک دفعہ پھر مجھے موقعہ ملا۔ اس میں اور بھی ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع ہوتے ہیں۔ کیونکہ جمعہ کے دن یہاں پر تجارتی بازار لگتا ہے۔ اور دور دور سے لوگ آتے ہیں۔ اس میں بھی میں نے اپنے وعظ کے بعد لوگوں سے کہا۔ کہ کیا میں نے مہدی اور اس کے خلیفہ سیدنا محمود کا پیغام آپ تک پہنچا دیا۔ اس موقعہ پر بھی سب نے کہا کہ ہاں پہنچا دیا۔

میں نے مسجد میں چالیس دن تک قیام کیا۔ حسب توفیق اعلائے کلمۃ اللہ میں کوئی کمی نہیں کی۔ دوران قیام میں علماء صاحبان بھی ملنے کے لئے آتے رہے۔ اور بعض دفعہ افطار اور سحری کے لئے لوگ خود کھانا ارسال کر دیتے۔ ایک دن خاکسار نے تمام حاضرین جو کہ سینکڑوں کی تعداد میں تھے روزہ افطار کرایا۔ اور رواج کے مطابق کھجور۔ انجیر اور منقہ تقسیم کیا۔ الحمد للہ

رمضان کے بعد مصر وغیرہ سے اور کتب ہمارے خلاف آگئیں اور بعض خطوط بھی آئے۔ جس میں میرے قتل کا فتویٰ بھی تھا اور میرے قتل کے لئے آدمی بھی مقرر کر دیا گیا۔

پر جوش احمدی

رمضان میں کسی شریر نے ترکی زبان میں چند نہایت گندے اعتقادات لکھ کر میری طرف منسوب کر دیئے اور اشتہار مسجد کے دروازے پر لگا دیا مگر اپنا نام نہ لکھا۔ جس پر بعض شرفاء و امراء کو سخت غصہ آیا۔ اور لکھنے والے کو سخت ڈانٹا اور ملا ابراہیم صاحب نے بغیر میرے پوچھے ترکی زبان میں اپنے نام سے نہایت سخت اشتہار لگایا۔ جس سے لوگ بہت ٹھنڈے ہو گئے۔ پھر دوبارہ کسی نے کوئی حرکت نہیں کی۔ یہ شخص کافی جرأت رکھتا ہے۔ اور قوی دل ایک دن جوش میں آکر کہنے لگا۔ کہ میرا دل چاہتا ہے کہ جامع مسجد کے منارے پر چڑھ کر جمعہ کے دن اذان کی طرح مہدی کے ظہور کا اعلان کروں تا لوگوں کے کان کھل جائیں۔ پھر اہل قریہ یا حکومت جو چاہتے میرے خلاف کرتی پھرے۔ ایک دوسرے دوست ہیں وہ بھی نہایت عجیب ہیں۔ وہ مہدی پر اس قدر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ ہر ایک سے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ پہلے قادری طریقت کے درویش تھے۔ غرضیکہ خدا کے فضل سے جو احمدی ہوئے ہیں وہ پختہ ہیں دوستوں سے درخواست ہے۔ کہ ان لوگوں کی استقامت کے لئے خاص دعا کریں۔

الحمد للہ خدا کے فضل سے ۲۳ آدمیوں نے بیعت کی۔ اور کچھ مخفی بیعت کر چکے ہیں۔ میرے قیام کا چونکہ وقت ختم ہو گیا تھا۔ اور نئی اجازت حاصل کرنی تھی۔ اس لئے بلگریڈ واپس آنا پڑا۔ یہاں پر آکر انگلش کلب کے پروگرام میں میرے نام پر "Indian Women" پر لیکچر تھا دے دیا اور مذہبی حیثیت سے عورت کی حیثیت بیان کی۔ حاضری کوئی پچاس کے قریب تھی۔ بعدہ ایک لیڈی نے کثرت ازدواج پر اعتراض کیا جس کا میں نے تسلی بخش جواب دیا۔

عید

یہاں پر عید اکثر ہر ایک مسجد میں علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے۔ پہلی رکعت میں پانچ تکبیریں دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے تین تکبیریں کہتے ہیں۔ یہاں پر عید الفطر تین دن مناتے ہیں۔ اور عید الاضحیٰ پانچ دن۔

بلگریڈ پہنچے ہوئے ابھی چند دن ہی ہوئے تھے۔ کہ یہاں کے ایک مشہور اخبار "TIM" میں میرے متعلق ایک لمبا آرٹیکل نکلا۔ جس کا عنوان "ہندوستان کا ڈاکٹر ڈین جو کہ ۱۰۰ گرام غذا پر دن رات گزارتا ہے۔" اس کے نیچے لکھا۔ ڈاکٹر ڈین جس نے کہ ایک ماہ تک "وچیترن" نامی گاؤں کی مسجد میں گزارہ صرف ۱۰۰ گرام کھانا کھاتا ہے۔ اور اسی پر دن اور رات گزارتا ہے۔ اور احمدیہ "جماعت" کا پروپیگنڈا کرتا ہے۔ اور قرآن کریم اور حدیث کے معنے ہمارے علماء کے بالکل خلاف کرتا ہے۔ ایک شخص ہندی غلام احمد نے مسیح موعود اور مہدی کا دعویٰ کیا اس نے اس جماعت کی بنیاد رکھی اب اس کا خلیفہ سید محمود قادیان پنجاب میں ہے۔ ان لوگوں کی تعداد دس لاکھ تک ہے اور تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر ڈین نے مسجد میں بہت وعظ کیا۔ جس کو بعض اہل قریہ نے ناپسند کیا۔ اور ان کو نکالنے کی ٹھانی اور سب سے بڑے آدمی "نائب" کو اس کے متعلق لکھا۔ مگر چونکہ ڈاکٹر ڈین نے اپنی سحر کلامی سے کئی سو آدمی اپنے ساتھ ملا لئے ہیں اس لئے اس کے مخالف کامیاب نہ ہو سکے۔ ڈاکٹر ڈین پولٹیکل معاملہ میں صلح کرانی چاہتا تھا۔ جس میں اس کو کامیابی ہوئی۔

بادشاہی مسجد لاہور کی مرمت و پرداخت

لاہور ۱۹ر جنوری۔ کل سر سکندر حیات خان نے پنجاب اسمبلی میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن پیش کیا ایوان ہذا اس تجویز کو بنظر استحسان دیکھتا ہے کہ شاہی مسجد لاہور جو تاریخی آثار قدیمہ کی حیثیت سے ایک اہم یادگار ہے اس کی مرمت اور حفاظت کے لئے ایک وقف فنڈ قائم کیا جائے نیز سفارش کرتا ہے کہ ایک ایسا قانون وضع کیا جائے۔ جس کے ماتحت صوبہ ہند کے مسلمانوں کی طرف سے ادا کردہ مالیہ اراضی پر

معززین جماعت احمدیہ کے خلاف مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ کی سماعت

پولیس کے پیشکردہ گواہوں کی شہادتیں

(۲)

بٹالہ - ۱۹ جنوری ۱۹۳۸ء - حضرت میر محمد اسحٰق صاحب - جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب - جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب - اور جناب مولوی ابو العطاء صاحب کے خلاف پولیس نے زیر دفعہ ۱۰۷ جو مقدمہ دائر کر رکھا ہے - آج اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نے بمقام بٹالہ جہاں وہ دورہ پر آئے ہوئے تھے - اس کی سماعت کی - ہماری طرف سے جناب مرزا عبد الحق صاحب پلیڈر اور جناب شیخ چراغ الدین صاحب ایڈووکیٹ پیروکار تھے -

آج ایک بات قابلِ ذکر یہ تھی - کہ شیخ عبد الرحمٰن مصری جو گواہی کے لئے آیا ہوا تھا جہاں وہ بیٹھا تھا - وہاں ایک مسلح سب انسپکٹر - دو ہیڈ کنسٹیبل اور نصف درجن سپاہی دن بھر موجود رہے - اور بیان کے دوران میں بھی ایک مسلح سپاہی اس کے پاس کھڑا رہا -

آج مندرجہ ذیل شہادات ہوئیں :-

بیان لالہ گوپال داس صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس

یہ اطلاع ملنے پر کہ فخر الدین ملتانی پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے - میں ۷ راگست ۱۹۳۷ء کو قادیان گیا تھا - اور شام کو وہاں پہنچ گیا جب میں پہنچا - دونو مضروب چوکی میں تھے - میں نے دیکھا - کہ احمدی بہت مشتعل تھے - عبد الرحمٰن مصری اور اس کے ساتھی میرے پاس آئے - اور کہا کہ ہماری زندگیاں خطرہ میں ہیں - حفاظت کا انتظام کیا جائے میں نے بعض سپاہی ان کی حفاظت پر متعین کر دئے - میں قریباً دو ہفتہ وہاں رہا - اور عبد الرحمٰن مصری و اس کے ساتھیوں کے مکانوں پر آتا جاتا رہا - میں نے دیکھا - کہ ان مکانات پر ایک قسم کی پکٹنگ کی جا رہی تھی - عبد الرحمٰن اور اس کے ساتھیوں نے ان ایام میں مجھے یہ بھی کہا - کہ ان پکٹنگ کرنیوالوں سے انہیں خطرہ ہے - اور یہ لوگ رات کے وقت ہمارے مکانوں پر ٹارچوں سے روشنی پھینکتے ہیں میں نہیں کہہ سکتا - کہ پکٹنگ کرنے والے قادیان کے باشندے تھے یا کہیں باہر کے - ۷ راگست کی شام کو میں نے دیکھا - کہ بعض احمدی جلوسوں کی صورت میں بازاروں میں پھرتے تھے - وہ لاٹھیوں سے مسلح تھے اور یہ نعرے لگا رہے تھے - احمدی زندہ باد مصری مردہ باد - میں نے مرزا عبد الحق صاحب چودھری فتح محمد صاحب سیال اور غالباً ناظر امور عامہ سے بھی کہا - کہ ان لوگوں کو منتشر ہو جانے کی ہدایت کریں - اور ہر قسم کے مظاہرے بند کر دیں - تا کوئی اور فساد نہ ہو -

بجواب جرح :- مرزا عبد الحق صاحب پکٹنگ کرنیوالے مکانوں سے چالیس پچاس گز سے کم فاصلہ پر تھے - میں نے ان کے نام نوٹ نہیں کئے تھے - مگر میرے سٹاف نے کئے ہوئے ہیں - پکٹنگ کرنے والوں کو میں نے کسی سے تعرض کرتے نہیں دیکھا مصری کے مکان سے دائیں طرف کچھ فاصلہ پر ایک اور مکان بھی ہے - میں اپنے پکٹ دیکھنے کے لئے مصری کے مکان پر اس کے بعد بھی دو چار بار وہاں گیا ہوں - ایک دفعہ میرے پکٹ والوں نے بتایا تھا - کہ احمدی پکٹ اس مکان کے اندر ہیں - اور ایک مرتبہ میں نے ان کو چلتے پھرتے بھی دیکھا - وہ دو تھے - مصری کے مکان کے سامنے سے ایک کچی سڑک گذرتی ہے - ۸ راگست کے واقعہ سے قبل بھی میں قادیان گیا تھا - کیونکہ مجھے اطلاع ملی تھی - کہ دونوں فریق ایک دوسرے کے خلاف پوسٹر شائع کر رہے ہیں - میں نے فریقین کو بلا کر مشورہ دیا - کہ یہ سلسلہ بند کر دیا جائے - میں نے کوئی تحریری انتباہ نہیں کیا تھا -

بجواب جرح شیخ چراغ الدین صاحب میں ان پکٹنگ کرنے والوں کو شناخت نہیں کر سکتا - نہ ہی میں نے ان کے نام دریافت کئے - وہ معمولی کپڑوں میں تھے - وہ رستہ پر نہیں کھڑے تھے - رستہ سے قریباً پچاس گز کے فاصلہ پر تھے - جلوس چوکی سے قریباً بیس گز کے فاصلہ پر آیا تھا - ان میں سے میں کسی کو شناخت نہیں کر سکتا - مرزا عبد الحق صاحب اور جن دوسرے احمدیوں سے میں نے کہا - کہ ان کو منتشر کر دو - انہوں نے کہا - کہ یہ لوگ جو کھڑے ہیں یہ احمدی نہیں - اس وقت جلوس چالیس پچاس قدم آگے چلا گیا ہوگا - مصری اس وقت وہاں نہ تھا - چوکی میں بیٹھا تھا - پکٹنگ کرنے والے بدلتے رہتے تھے -

بیان پیارے لال ہیڈ کنسٹبل کانفیڈنشل برانچ

میں مندرجہ ذیل دستاویزات پیش کرتا ہوں :-

۱ - چٹھی سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب بنام سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور معہ دو کاغذات متعلقہ

۲ - ایک اور چٹھی بنام سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس منجانب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب معہ کاغذات متعلقہ

۳ - ایک اور چٹھی بنام ڈپٹی کمشنر گورداسپور معہ ایک کاغذ متعلقہ -

۴ - ۷ راگست ۱۹۳۷ء کو قادیان میں احمدیوں کے ایک جلسہ کی روئداد کی ڈائری -

۵ - پرچہ جات الفضل مورخہ ۳۱؍۷ ، ۱؍۸ ، ۷؍۸ ، ۸؍۸

۶ - ایک تار ایگزیبٹ P. L.

بیان گواہ ہدایت علی شاہ

جس روز فخر الدین ملتانی پر حملہ ہوا - میں قادیان میں تھا - اس شب محلہ دار البرکات کی مسجد میں جلسہ ہوا تھا - صدر میر محمد اسحٰق صاحب تھے - حاضرین بارہ تیرہ سو تھے - میر محمد اسحٰق صاحب اور مولوی اللہ دتا صاحب نے تقریریں کی تھیں - ان دونوں نے کہا تھا کہ فخر الدین وغیرہ ہمارے خلاف پوسٹر شائع کرتے ہیں - اب ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے اور کہ گورنمنٹ اب جیلوں کے دروازے کھولدے اور پھانسی کے تختے لٹکا دے گویا وہ قید ہونے اور پھانسی چڑھنے کے لئے تیار تھے - حاضرین بہت مشتعل تھے - اور بہت سے رو رہے تھے - اور بعض کہہ رہے تھے - کہ مصری پارٹی کو مار دیا جائے - فیروز دین ڈائری نویس وہاں موجود تھا - وہ شارٹ ہینڈ میں نوٹ لے رہا تھا - جو میں نہیں جانتا اس پر میں نے دستخط کر دئے تھے - مجھے پتہ نہیں - اور کس نے اس پر دستخط کئے تھے - میرے سامنے کسی نے نہیں کئے -

جلسہ ایک دو گھنٹہ رہا - اور نو دس بجے ختم ہو گیا - مقرروں نے یہ نہیں کہا تھا - کہ مصری پارٹی کے لوگوں کو مار دیا جائے - حاضرین میں سے بعض لوگ کہتے تھے -

مقررین نے تقریروں میں مصری اور اس کے ساتھیوں کا نام تک نہیں لیا - مولوی اللہ دتا کی تقریر کے بعد حاضرین میں سے بعض نے کہا تھا - کہ مصری اور اس کے ساتھیوں کو مار دینا چاہیئے - میں ان لوگوں کے نام نہیں بتا سکتا - تمام بارہ تیرہ سو مصری اور اس کے تین ساتھیوں عبد العزیز فخر الدین اور عبد الرب کے نام لیتے - مولوی اللہ دتا کی تقریر کے بعد جلسہ ختم ہو گیا - اور لوگ گھروں کو چلے گئے - مجھے یاد نہیں کہ کس کی تقریر کے اختتام پر میں نے دستخط کئے - مگر یہ یاد ہے کہ جلسہ کے ختم ہونے پر کئے تھے - میں نے دستخط لوگوں کی اس بات کے بعد کئے تھے - کہ مصری اور اس کے ساتھیوں کو مار دو جب میں نے دستخط کئے بعض لوگ جا چکے تھے - اور بعض جا رہے تھے - میرے سوا حوالدار کے ساتھ جو اور آدمی تھے - میں انکے نام نہیں جانتا - میں وہ سمت نہیں بتا سکتا - جہاں میں بیٹھا تھا یہ بات مولوی اللہ دتا نے کہی تھی - کہ صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے - نیز یہ بھی کہ جیل کے دروازے کھولدو - مولوی اللہ دتا صاحب اور میر محمد اسحٰق صاحب نے کہا تھا - کہ پھانسی کے تختے تیار کر دئے جائیں - میں نہیں کہہ سکتا - کہ تقریر کے ابتداء میں کہا یا آخر میں - پہلی تقریر میر محمد اسحٰق صاحب کی تھی - دوسری مولوی اسمٰعیل نے - تیسرے کا نام نہیں جانتا - چوتھی مولوی اللہ دتا کی تھی

الفضل کا جو رپورٹر اس وقت نوٹ لے رہا ہے۔ اسے میں نے وہاں جلسے میں نوٹ لینے نہیں دیکھا۔ اس تقریر کے بعد میرا بیان آج ہی ہوا ہے۔ میں نے صرف ایک ہی دفعہ دستخط کئے تھے۔

بجواب جرح مرزا عبد الحق صاحب

میں خود بخود گیا تھا۔ پولیس نے مجھے بلایا نہیں تھا۔ میں خود جا کر حوالدار کے پاس بیٹھ گیا۔ حوالدار وہیں بیٹھا تھا۔ جہاں میر محمد اسحٰق صاحب بیٹھے تھے۔ کوئی اور پولیس مین ہمارے پاس نہیں بیٹھا تھا۔ کوئی پولیس افسر بھی نہیں تھا۔ میرے دستخطوں سے پہلے کسی اور کے دستخط نہیں تھے۔ میں جلسہ شروع ہونے سے نصف گھنٹہ پہلے وہاں آگیا تھا۔ میر محمد اسحٰق صاحب کی تقریر سے قبل وہاں کوئی اور کارروائی نہیں ہوئی پہلی مرتبہ مسجد کے اندر میں اسی روز گیا تھا۔ میں احراری نہیں ہوں۔ میں قادیان کے احراریوں کا واقف ہوں میں ان کی مسجد میں نماز پڑھا کرتا ہوں جمعہ وہاں مولوی عنایت اللہ پڑھاتا ہے۔ وہ وہاں امیر جماعت احرار ہے رتی چھلہ کے مقدمہ میں میں مدعی تھا۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ میں ڈھاباں والے کیس میں گواہ پیش ہوا تھا یا نہیں۔ میں حنیفا کے مقدمہ میں جس نے مرزا شریف احمد صاحب پر حملہ کیا تھا۔ بطور گواہ صفائی پیش نہیں ہوا تھا۔ ایک احمدی غلام محمد کے خلاف میں گواہ پیش ہوا تھا۔ میں نے قادیان میں غلام قادر سے تین ہزار روپیہ کی زمین رہن لی ہوئی ہے۔ مسجد دار البرکات کا ایک ہی کمرہ

بیان شیخ عبد الرحمٰن مصری بہ سلسلہ گذشتہ

میرے مکان پر ابھی تک پکٹنگ ہو رہا ہے۔

بجواب جرح مرزا عبد الحق صاحب

جہاں تک مجھے یاد ہے۔ مجھے صدر انجمن احمدیہ نے مصر بھیجا تھا۔ موجودہ خلیفہ صاحب نے کوئی روپیہ نہیں دیا تھا۔ چودہری نصر اللہ خان صاحب نے بھی کوئی روپیہ نہیں دیا تھا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ میرے بھیجنے کے متعلق انجمن نے ریزولیوشن پاس کیا تھا۔ یہ ۱۹۱۲ء یا ۱۹۱۳ء کی بات ہے مجھے یاد نہیں۔ کہ مجھے صدر انجمن احمدیہ کے کسی عہدیدار کی طرف سے مصر جانے کے متعلق کوئی چٹھی آئی تھی یا نہیں۔ جس مدرسہ میں میں ملازم تھا۔ اس کے افسر مرزا بشیر الدین محمود احمد موجودہ خلیفۃ المسیح تھے۔ اور انہوں نے روپیہ صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ سے برآمد کرا کر مجھے دیا تھا۔ میری موجودگی میں برآمد نہیں کرایا تھا۔ یہ یاد نہیں۔ کہ انہوں نے بتایا ہو۔ کہ میں نے روپیہ کہاں سے دیا ہے۔ مصر میں بھی روپیہ مجھے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب افسر مدرسہ کی حیثیت سے بھیجتے رہے میں قریباً دو سال ازہر یونیورسٹی میں تعلیم پاتا رہا۔ وہاں کوئی امتحان نہیں دیا تھا۔ اور نہ کوئی سند حاصل کی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوت کا تھا۔ اور میں بھی ان کو نبی مانتا ہوں آپ نے دوسرے مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے۔ اور میں بھی ان کو کافر سمجھتا ہوں۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ موجودہ خلیفہ صاحب پہلی خلافت کے زمانہ میں کچھ سال صدر انجمن کے پریذیڈنٹ رہے ہیں۔ میں جماعت احمدیہ میں خلافت کا قائل ہوں۔ میرے خیال میں موجودہ خلیفہ صاحب کو معزول کرنا چاہیئے عزل کی مثالیں اسلامی تاریخ میں موجود ہیں۔ مجھے معلوم نہیں۔ کہ لاہوری پارٹی نے کسی انجمن کا نام صدر انجمن احمدیہ رکھا ہو۔ آج کل صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ہیڈ کا عہدہ ناظر اعلیٰ ہے گذشتہ چند سالوں سے ایسا ہے۔ ہر ناظر اپنے محکمہ کا انچارج ہے۔ لیکن وہ خلیفہ صاحب کے ڈائرکٹ کنٹرول کے ماتحت ہے۔ ہر احمدی خلیفہ صاحب کے سامنے ہر بات کے لئے جوابدہ نہیں۔ صدر انجمن احمدیہ رجسٹرڈ باڈی ہے۔ مجھے یہ معلوم نہیں۔ کہ اس کی کوئی شائع شدہ کانسٹی ٹیوشن ہے۔ یوں کانسٹی ٹیوشن ہو گی۔ میں چند ماہ تک قائم مقام ناظر رہا ہوں۔ اور کئی بار مقرر ہوا ہوں۔ میری بیوی کا بھی احمدیوں نے مقاطعہ کیا ہے۔ مجھے کوئی اعلان ناظر امور عامہ کی طرف سے ایسا معلوم نہیں۔ کہ میرے بیوی بچوں کا بائیکاٹ نہیں کیا گیا۔ اپنے بائیکاٹ کے اعلان کی اطلاع مجھے ہو گئی تھی مجھے یہ اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ کہ جو اشیاء مجھے دوسرے دکانداروں سے نہ ملیں۔ وہ احمدی دکانداروں سے خریدنے کی اجازت ہے۔ فخر الدین میرا ساتھی تھا۔ جو لوگ میرے ساتھ ہیں۔ میں ان کے نام نہیں بتانا چاہتا۔ نہ ہی ان کی تعداد ظاہر کر سکتا ہوں۔ یہ بھی نہیں بتا سکتا۔ کہ وہ دس ہیں یا ہزار۔ میں نے اجازت دی ہوئی ہے کہ کوئی شخص اگر نام ظاہر کرنا نہ چاہے تو خفیہ طور پر میرا متبع رہ سکتا ہے متبع سے میری مراد یہ ہے کہ وہ میرے ساتھ مل کر کام کر سکتا ہے۔ میں خلیفہ ہونے کا مدعی نہیں ہوں۔ نہ ہی پیر ہونے کا۔ فخر الدین جب تک زندہ تھا وہ ہماری مجلس کا سکرٹری تھا۔ میرا خیال ہے۔ میں اس کا خط پہچان سکتا ہوں۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ جو چٹھی مجھے دکھائی گئی ہے۔ یہ مجھے بھیجی گئی تھی یا نہیں۔ مگر اس نوعیت کا سبجیکٹ لیٹر میں نے دیکھا ہوا ہے۔ ناظر امور عامہ نے جو چٹھیاں مجھے لکھیں۔ میرے پاس محفوظ ہیں۔ میں ان کی نقل پیش کرنے کے لئے تیار ہوں اگر مجھے حکم دیا جائے۔ ایگزبٹ D.B. فخر الدین ملتانی کی تحریر ہے۔

مجھے معلوم نہیں۔ کہ جماعت سے علیحدگی کے بعد سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ میرے اور میرے ساتھیوں فخر الدین اور حکیم عبد العزیز کے قرضے وصول کر کے دیتے رہے ہیں۔ ناظر امور عامہ نے اعلان کیا تھا۔ کہ جس نے ہمارا قرضہ دینا ہو۔ وہ براہ راست نہ دے۔ بلکہ ناظر امور عامہ کو ادا کر دے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ فخر الدین کے قرضہ کی ایک یا دو رقوم وصول کر کے مجھے بھیجی گئی تھیں۔ یہ فخر الدین کی وفات کے بعد یا اس سے چند روز قبل کا واقعہ ہے۔ حکیم عبد العزیز کی تحریر کو میں اچھی طرح شناخت نہیں کر سکتا۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ ہم نے ناظر امور عامہ کو لکھا ہو۔ کہ ہمارے قرضہ جات کی وصولی میں مداخلت نہ کریں۔ ہم خود وصول کر لیں گے۔ نہ ہی مجھے یاد ہے کہ میں نے الفضل ۲۲ ۷/۳۷ میں شائع شدہ اعلان پڑھا ہو۔ مجھے الفضل باقاعدہ نہیں ملتا۔ یہ چٹھی جو مجھے دکھائی گئی ہے یہ میں نے ناظر امور عامہ کو لکھی تھی۔ اور یہ دوسری چٹھی D.F بھی لکھی تھی۔ یہ چٹھی اگزبٹ D.G بھی اس چٹھی کی صحیح نقل ہے۔ جو ناظر امور عامہ نے مجھے بھیجی تھی ناظر امور عامہ کی طرف سے مجھے ایک چٹھی آئی تھی۔ کہ کوئی احمدی مجھے شکایت کا موقعہ نہیں دے گا۔ اور اگر کسی کی طرف سے کوئی شکایت کا موقعہ پیدا ہو۔ تو مجھے اطلاع دیں۔ میں ان لوگوں کے خلاف کارروائی کروں گا۔

یہ فخر الدین کے قتل سے پہلے کی بات ہے۔ اس قتل سے پہلے میں نے ایک قلمی پوسٹر چسپاں کرایا تھا۔ کہ احمدیہ جماعت کو چاہئے۔ کہ ان مظالم کی تحقیقات کے لئے ایک کمیشن مقرر کرے۔ جو ہم پر ہو رہے ہیں۔ اس پر ناظر امور عامہ نے مجھے لکھا۔ کہ آپ اپنی شکایات مجھے لکھیں۔ میں ان کے ازالہ کی کوشش کروں گا۔ میں نے اس کا جواب یہ دیا۔ کہ میری شکایات تو ہیں ہی ناظروں اور خلیفہ صاحب کے متعلق۔ اور میں نے جماعت سے مطالبہ کیا ہے کہ میری شکایات کی تحقیقات کرائے۔ اس کے بعد خلیفہ صاحب نے ایک خطبہ پڑھا جو چھپا ہوا ہے۔ اور اس میں کہا کہ میں نے ان شکایات کی تحقیقات کرائی ہے۔ جو سب جھوٹی ہیں اگر جھوٹے کو گھر تک پہنچانے کے لئے میں ایک کمیشن مقرر کروں گا۔ جو بیرونی احباب پر مشتمل ہو گا۔ اس خطبہ کے بائیس تئیس روز بعد ایک رات کے گیارہ بجے مجھے ایک چٹھی ملی۔ کہ ایک کمیشن مشتمل بر مرزا عبد الحق صاحب وعطاء اللہ صاحب پلیڈر مقرر ہو گیا ہے۔ اور کل صبح آکر تجھے میں اپنے جملہ گواہوں کے حاضر ہ

(بقیہ صفحہ ۱۲ کالم اول)

روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۳۸ء — نمبر ۱۸ جلد ۲۶

بقیہ صفحہ ۱

اس کے سامنے پیش ہوں۔ میرا خیال ہے وہ چٹھی میرے پاس موجود ہے۔ جو میں پیش کر دوں گا۔ مذکورہ بالا کمیشن کے بارہ میں جو خط و کتابت پیش کی گئی ہے۔ وہ صحیح ہے۔ خلیفہ صاحب کے جس خطبہ کا میں نے ذکر کیا ہے۔۔۔ وہی ہے جو الفضل ۱۳ر جولائی ۳۷ء میں شائع ہؤا ہے۔ میری لڑکی نے صدر انجمن احمدیہ کے پاس ملازمت کی درخواست نہیں کی تھی۔ ایک لڑکی کا نام امۃ اللہ بیگم ہے۔ اس نے کوئی درخواست نہیں دی تھی۔ نہ ہی اس نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا۔ کہ قادیان میں اسے ملازمت مل جائے۔ صدر انجمن احمدیہ نے میری معرفت اسے یہ یقین نہیں دلایا تھا۔ کہ اسے ہیڈ مسٹریس رکھ لیا جائے گا۔ نہ ہی ناظر تعلیم و تربیت نے کوئی ایسا یقین دلایا تھا۔ جو لوگ میرے مکان پر پکٹنگ کرتے رہے۔ میں ان کا نام نہیں بتا سکتا۔ یہ ۲۴ر جون سے مقرر ہوئے تھے سرکاری پہرہ ۷ر اگست ۳۷ء سے مقرر ہے جو اب تک جاری ہے پکٹنگ کرنے والے پہلے تو میرے مکان کے اردگرد پھرتے تھے اور اب ایک کمرہ میں رہتے ہیں۔ وہ میرے پیچھے پیچھے جاتے ہیں۔ مجھ سے بات نہیں کرتے۔ اور نہ مجھے کہیں جانے سے روکتے ہیں۔ دوسروں کو میرے پاس آنے سے روکتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے نام بتانے کو تیار نہیں ہوں۔ کیونکہ پھر وہ بھی مظالم کا شکار بنائے جائیں گے اس وقت مجھے ان کے نام یاد آ گئے ہیں۔ نام بتانے سے پہلے انکار کیا مگر جب عدالت نے کہا۔ کہ قانون کے رو سے بتانا پڑے گا۔ تو بہت سوچ کے بعد اللہ دین فلاسفر کا نام لیا۔ اور کہا کہ اس کے سوا مجھے اور کوئی نام یاد نہیں۔ اللہ دین کو بھی میرے سامنے کسی نے نہیں روکا تھا۔ اب وہ بھی جماعت سے خارج ہے اس پر گواہ نے کہا کہ میں پونے پانچ بجے کی گاڑی سے قادیان جانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ۸ بجے کی گاڑی جانے سے مجھے خطرہ ہے اس لئے کارروائی

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

مدراس ۱۹ر جنوری۔ مدراس اسمبلی کے اجلاس میں وزیر اعظم نے حسب ذیل قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ یہ اسمبلی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ حکومت برطانیہ کو مطلع کرے۔ کہ صوبہ مدراس کے باشندوں کو حکومت کے لئے سیاسی اور اخلاقی طور پر یہ بات ناممکن ہے۔ کہ فیڈریشن کی سکیم کا نفاذ برداشت کرے۔ کیونکہ مجوزہ فیڈریشن آل انڈیا اتحاد قائم کرنے کی بجائے ہندوستان کے صوبوں اور ریاستوں میں ایک مستقل تنازعہ پیدا کر دے گا۔ اس ایوان کو امید ہے کہ حکومت برطانیہ ذمہ دار صوبجاتی حکومتوں اور قومی لیڈروں کے مشورہ سے ایک ایسی مرکزی حکومت قائم کرے گی۔ جو فیڈرل سکیم اور گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے قابل اعتراض پہلوؤں سے پاک ہو۔

پشاور ۱۹ر جنوری۔ معلوم ہؤا ہے۔ حکومت سرحد نے صوبہ کے لوکل بورڈوں کے نامزد ارکان کے نام ہدایت جاری کر دی ہے۔ کہ وہ یکم فروری سے پہلے پہلے اپنی نشستوں سے مستعفی ہو جائیں۔ کیونکہ حکومت نامزدگی کے طریق کے خلاف ہے۔

لکھنؤ ۱۹ر جنوری۔ آج یو۔ پی اسمبلی نے یہ قرارداد منظور کر دی جس میں گورنمنٹ سے سفارش کی گئی تھی کہ خطابات کا طریق ترک کر دیا جائے اور وزراء ملک معظم تک ایوان کی اس درخواست کو پہنچا دیں۔ کہ لوگ خطابات کو پسند نہیں کرتے۔

پٹنہ ۱۹ر جنوری۔ بابو راجندر پرشاد کی علالت تشویشناک بیان کی جاتی ہے۔ ڈاکٹروں نے ان کا معائنہ کیا تو معلوم ہؤا۔ کہ ان کے مثانہ میں سوزش ہے۔ دل کی کمزوری اور دیگر امراض کا غلبہ ہے۔

نیویارک ۱۹ر جنوری۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ امریکہ کے یہودیوں کی انجمن نے اپنے اجلاس میں تقسیم فلسطین کی تجویز کے خلاف قرارداد منظور کی ہے۔

لاہور ۲۰ر جنوری۔ کل پنڈت جواہر لال نہرو لاہور پہنچے۔ آج ڈاکٹر عالم کے مقدمہ میں دیوان حکم چند مجسٹریٹ کی عدالت میں شہادت دینے کے لئے گئے

لاہور ۱۹ر جنوری۔ احرار کی تحریک سول نافرمانی کے سلسلہ میں ایک درجن سزایاب مجرم آج ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں اس غرض سے پیش کئے گئے۔ کہ انہوں نے حکام جیل کے سامنے سول نافرمانی پر اظہار افسوس کیا۔ اور گڑگڑا کر معافی مانگی تھی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے روبرو معافی مانگتے وقت ان رضاکاروں نے عدالت سے درخواست کی۔ کہ انہیں باہر احرار سے خطرہ ہے اس لئے پولیس کا انتظام کر دیا جائے۔

لائل پور ۱۹ر جنوری۔ مقامی پولیس لائن کے ایک سکھ افسر کی نازیبا حرکت سے مسلمانوں میں ہیجان برپا ہے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ گورنمنٹ کی منظوری سے پولیس لائینز میں مسلمان ملازموں کے لئے ۱۹۳۶ء میں ایک مسجد بنائی گئی تھی۔ اور اس پر بانسوں کی چھت ڈالی گئی تھی۔ لیکن سکھ افسر مذکور نے سکھ ملازموں کو حکم دیا۔ کہ وہ اس مسجد کی چھت کو گرا دیں۔ سکھ ملازمون نے جوتوں سمیت مسجد میں گھس کر نہایت توہین آمیز طریق پر چھت کو گرا دیا۔

نئی دہلی ۱۹ر جنوری۔ سرکاری اطلاع مظہر ہے۔ کہ شنبہ کی رات قبائلی لشکر سپین وام کی چوکی کے قریب جمع ہؤا۔ اور چوکی پر رائفلوں کے قریباً ۵۰ فائر کئے۔ ۱۷ر جنوری کی صبح کو ایک سرکاری سلح کار گشت کر رہی تھی کہ اس پر بھی فائر کئے گئے۔ اور سرحدی لشکر نے اس کار کا راستہ بند کر دیا۔ اس کے بعد ایک ہوائی جہاز بھیجا گیا۔ اس پر بھی فائر کئے گئے

لنڈن ۲۰ر جنوری۔ ایک ہفتہ وار برطانی اخبار لکھتا ہے۔ کہ حکومت یمن۔ نجد کی سرحد پر ایک کنواں کھدوا رہی تھی۔ کہ سو اسو فٹ کی گہرائی پر زمین سے ایک صندوق نکلا۔ جس میں بے شمار زروجواہر تھے۔ اس مقام پر مزید کھدائی کی گئی۔ تو انسانی ہڈیاں۔ برتن اور طلائی اشیاء برآمد ہوئیں۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ خزانہ برآمد ہؤا ہے اس کی مالیت ۵ کروڑ